Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

# The Welfare Concept of the State of Medina (A Research Review of the Biography of the Prophet Muhammad (peace be upon him) in the Context of the Covenant of Medina)

## ریاستِ مدینہ کا فلاحی تصور (میثاقِ مدینہ کے تناظر میں سیرتِ طیبہ ﷺ کا تحقیقی جائزہ)

**Khadija Bibi D/O Muhammad Ayaz**
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
**Associate Professor Dr. Naseem Akhter***
Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
(Corresponding Author) khtr_nsm@yahoo.com

**Abstract**

*This paper discusses the State of Madinah, founded by Prophet Muhammad ﷺ, which is a perfected prototype of welfare that would rely on the Charter of Madinah. It brings out the comprehensive nature of Islam on administration, covering justice, education, economic stability, and the rights of women, minorities, and non-Muslims. The Charter guaranteed equality, social justice, accountability, consultation, and peaceful coexistence. Women were accorded their new status of dignity, education, and social participation, revolutionary at that time. The paper encourages contemporary Muslim nations to purge the teachings of the Madinah model and inculcate the Charter into their academic and policy preparation.*

***Keywords:*** *Prophet Muhammad (PBUH), State of Madinah, Charter of Madinah, Islamic Governance, Legal Equality, Social Justice, Women's Rights, Rights of Non-Muslims, Accountability, Shura, Islamic Economy, Religious Pluralism.*

### تعارف

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالی نے انسانیت کے لئے آخری رہنما اور ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت تاریخ انسانی میں ایک نئے دور کا اغاز تھی، ایسا دور جس نے انسانیت کو شعور، تہذیب، اعلی اخلاق اقدار اور عدل وانصاف کی روشن راہوں سے روشناس کرایا اپ ﷺ کی آمد سے قبل کا معاشرہ ظلم، جاہلیت، اور انتشار کا شکار تھا، مگر اپ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد وہی معاشرہ نظم، قانون اور باہمی احترام پر مبنی ریاست کی صورت اختیار کر گیا نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوی بعیرت اور حکمت عملی کے تحت آغاز ھی سے ایسے بنیادی اقدامات کے جن کی بنیاد پر بعد ازاں ایک متفقہ دستور کی راہ ہموار ہوئی ان میں سب سے اہم اور نتیجہ خیز وہ معاہدے تھے جو اپ ﷺ نے یہود، نصاری، کفار مکّہ اور مختلف عرب قبائل کے ساتھ وقتاً فوقتاً کیے خاص طور پرِ میثاق مدینہ اور صلح حدیبہ جیسے معاہدات سیاسی بصیرت اور بین المذاہب رواداری کی روشن مثالیں ہیں۔ یہ معاہدے مذہبی بنیاد پر نہیں بلکہ سماجی وریاستی مفاد اور باہمی احترام کی بنیاد پر طے پائے، تاکہ مختلف اقوام اور مذاہب کو ایک مشترکہ شہری وحدت میں ڈالا جاسکے۔ اپ ﷺ نے اہل کتاب کو قریب لانے کے لے مشترکہ قدروں کو بنیاد بنایا اور تمام شہریوں خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ کو

برابری کی سطح پر ریاستی حقوق و فرائض میں شریک کیا اس عادلانہ اور خدلانہ نظام نے مدینہ کو ایک مثالی فلاحی ریاست کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کا مدعا یوں بیان کیا

( اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَانِ ) [1]

ترجمہ: بے شک اللہ تم کو احسان کا حکم دیتا ہے

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت نیکی اور بدی کی تعلیم دیتی ہے

عدل کا مطلب لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، احسان کا مطلب لوگوں کے ساتھ بھلائی اور نرمی سے پیش آنا چاہیے وہ مستحق ہو یا نہ ہو

قرابت داروں کو دینا یعنی اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ان کی مدد کرنا جبکہ بے حیائی؛ برائی وار سرکشی سے مراد وہ تمام اخلاقی وار سماجی خرابیاں ہیں جو معاشرے کو نقصان پہنچاتی ہے [2]

اللہ تعالی اس آیت میں عدل قائم کرنے، بھلائی سے پیش آنے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے، جبکہ بے حیائی، ظلم اور نافرمانی سے روکتا ہے۔ یہی اصول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی اسلامی ریاست کی بنیاد میں شامل کیے، جو معاشرتی انصاف، احسان اور باہمی تعاون پر مبنی تھی۔ یہ تعلیمات صرف مذہبی نوعیت کی نہیں بلکہ ایک پرامن اور منظم معاشرہ قائم کرنے کا عملی نظام بھی فراہم کرتی ہیں۔

**فلاحی ریاست کا تصور**

آپ ﷺ کے قائم کردہ مدنی ریاست میں جو فلاحی نظام وجود میں آیا، وہ محض حکومتی ڈھانچہ نہیں تھا بلکہ رحمت، انصاف اور مساوات پر مبنی ایک مثالی معاشرہ تھا۔ اس نظام میں یتیموں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی خصوصی نگہداشت کی گئی، اخوت اور بھائی چارے کو پروان چڑھایا گیا، اور ہر شہری کو یکساں حقوق سے نوازا گیا۔ باہمی تعاون، منصفانہ تقسیم اور اجتماعی خوشحالی اس ریاست کی بنیادی خصوصیات تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

" ما امن بی من بات شبعان و جاره جائع الی جنبه وهوا یعلم به" [3]

**وہ شخص مجھ پر سچا ایمان نہیں رکھتا جو سیر ہو کر کھا پی لے جبکہ اس کا پڑوسی بھوکا ہو، حالانکہ وہ اسے جانتا ہو۔"**

اس حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے اور معاشرتی ہمدردی کو ایمان کا لازمی جز قرار دیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی ریاست کا مقصد صرف عبادات یا قوانین کا نفاذ نہیں، بلکہ انسانی بھلائی، باہمی احساس اور سماجی انصاف کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مدینہ کی ریاست انہی اقدار پر قائم کی گئی تھی، جہاں فرد اور معاشرہ دونوں کی فلاح کو اولین درجہ حاصل تھا۔

فلاحی ریاست کے قیام، دین کے غلبے اور نیکی کے پھیلاؤ کے بارے میں ایک نہایت اہم امور ہیں جیسا کہ

"اَلَّذِینَ اِن مَکَّنّٰھم فِی الاَرضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ واٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوا بِالمَعرُوفِ وَنَھَوا عَنِ المُنکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الاُمُورِ"[4]

ترجمہ:" یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو یہ نماز قائم کرتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور سب کاموں کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے"

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں اہل ایمان کی صفات کا ذکر ہے کہ جب انہیں زمین میں اقتدار حاصل ہوتا ہے تو وہ اسے ذاتی مفادات، ظلم یا غرور کے اظہار کے لیے استعمال نہیں کرتے، بلکہ اللہ کے دین کو مضبوط کرنے کے لیے بروئے کار لاتے ہیں۔ وہ عبادات کے قیام، زکوۃ کی ادائیگی، نیکی کے فروغ اور برائی کے سدباب جیسے ذمہ دارانہ فرائض انجام دیتے ہیں، جو ایک مثالی اسلامی قیادت کی علامت ہیں۔ [5]

### قانونی مساوات:

ریاستِ مدینہ نے تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ اصول متعارف کروایا کہ قانون کی نظر میں سب انسان برابر ہیں، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، امیر ہو یا غریب۔ عدل و انصاف کا پیمانہ سب کے لیے یکساں تھا۔ مخزومی قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی تو کچھ لوگوں نے اس کے لیے نرمی کی سفارش کی، جس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وَایمُ اللہِ لَو اَنَّ فَاطِمَةَ بِنتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَت لَقَطَعتُ یَدَھَا"[6]

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں یہ تھے مدینہ کے قانون مساوات جس میں سب کو برابر تصور کیا جاتا تھا"

### میثاق مدینہ میں نظام تعلیم وتربیت:

مدینہ منورہ میں اسلامی تعلیم کا باقاعدہ آغاز اس وقت ہوا جب اہلِ مدینہ نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے لیے ایک معلم مقرر کیا جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیجا، جو وہاں کے پہلے اسلامی معلم تھے۔[7] بعد میں مسجد نبوی میں (صفہ)[8] نام سے ایک جگہ مخصوص کی گئی، جو ابتدائی اسلامی درس گاہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس مقام پر وہ صحابہ کرامؓ قیام پذیر ہوتے تھے جو علمِ دین حاصل کرنے کی غرض سے ہجرت کرتے یا تنگ دستی کا شکار ہوتے انھیں (ضیوف الاسلام) کہا گیا[9]۔ یعنی اسلام کے مہمان کہا جاتا تھا، جن کے لیے تعلیم اور رہائش دونوں کا انتظام کیا گیا تھا۔۔ یہاں قرآن مجید، تحریر، فقہ، تجوید اور دیگر دینی علوم کی تعلیم نبی کریم ﷺ کی زیر نگرانی دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کو قرآن اور لکھائی سکھانے کے لیے مامور فرمایا۔ [10]۔ وقت کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، اور وہ لوگ حصولِ علم کے ساتھ ساتھ اپنی ضروریات کے لیے کام بھی کرتے تھے۔ اس نظام نے اسلام کی ابتدائی تعلیم وتربیت کی بنیاد فراہم کی، جو بعد میں وسیع تر علمی تحریک کا پیش خیمہ بنا۔

### ریاست مدینہ کا بے مثال احتساب:

میثاق مدینہ ایک تاریخی معاہدہ تھا جو نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل کے درمیان قائم کیا، تاکہ تمام شہری چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، امیر ہوں یا غریب، اسلامی اصولوں کی روشنی میں برابری، عدل اور امن کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ اس معاہدے کی بنیاد پر ہر فرد کو مساوی حقوق حاصل تھے، اور فیصلے ذاتی تعلق یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ انصاف کے اصولوں کے مطابق کیے جاتے تھے۔ یہی منصفانہ نظام ریاستِ مدینہ کی بنیاد بنا، جو جدید دور کی شہریت اور قانونی مساوات کے اصولوں سے کہیں پہلے نافذ ہو چکا تھا۔ [11]

"یآیّھا الّذِینَا اٰمَنُوا کُونُو قَوّٰمِینَ بِالقِسطِ شُھَدَآئَ لِلہِ وَلَو عَلٰی اَنفُسِکُم اَوِالوَالِدَینِ وَالاَقرَبِینَ اِن یَّکُن غَنِیًّا اَوفَقِیرًا فَاللہُ اَولٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الھَوآی اَن تَعدِلُو وَاِن تَلوٗا اَوتُعرِضُوا فَاِنَّ اللہَ کَا نَ بِمَا تَعمَلُونَ خَبِیرًا"[12]

"اے ایمان والو! اللہ کے لے انصاف پر قائم رہو چاہے یہ نصیحت تمھارے اپنے نفس، والدین یا رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو چاہے وہ شخص ملدار ہو یا غریب اللہ دونوں کا زیادہ خیر خواہ ہے تم اپنے نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف کو ہر گز نہ چھوڑو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کی یا سچائی سے گریز کیا تو جان لو کہ اللہ تعالی کو اس کی پوری خبر ہے"۔

تفسیر ابن کثیر میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو انصاف پر ثابت قدم رہنے اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے گواہی دینے کا حکم دیا ہے، چاہے اس راستے میں ذاتی مفاد، رشتہ داری یا مالی نقصان ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔ یہ تعلیم عدل کو ایمان کا حصہ قرار دیتی ہے اور تقویٰ پر مبنی فیصلوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے، جس میں کوئی تعلق یا فائدہ حق بات کہنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔[13]

ریاستِ مدینہ کا شفاف اور منصفانہ نظام اس لیے قائم ہوا کیونکہ وہاں کے حکمران خود احتسابی کا شعور رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف بد عنوانی سے منع فرمایا بلکہ بازار کے معاملات کی خود نگرانی فرمائی۔ جیسے ایک موقع پر کچھ افراد نے اناج خریدا اور گودام لے جانے سے پہلے ہی دوبارہ بیچ دیا[14]۔ جسے آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور روکنے کا حکم دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حکمران خود انصاف پر قائم نہ ہو تو عدل قائم نہیں رہتا۔ یہی اصول ریاستِ مدینہ کی بنیاد تھے، جو قرآن و سنت کی روشنی میں نافذ کیے گئے۔

**نظامِ حکومت کے عمومی اُصول:**

نبی کریم ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ایسے بنیادی اور مستقل اصول متعین فرمائے جو آج کی جدید ریاستوں کی بنیاد میں بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم قانون کی بالادستی اور اس پر عملدرآمد، مساوی شہریت اور قومیت کا تصور، اور ریاست کے تحفظ و استحکام کو یقینی بنانا شامل ہے۔ یہ اصول نہ صرف اُس وقت کے لیے راہنما تھے بلکہ آج کے ریاستی نظام میں بھی قابلِ عمل اور رہنمائی فراہم کرنے والے ہیں۔[15]

**اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:**

اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک اسلامی معاشرے میں ہر فرد کو مذہب اور عقیدے کی آزادی حاصل ہے۔ قرآن مجید میں تمام انبیائے کرامؑ —خواہ ان کا نام صراحت سے آیا ہو یا نہیں، کے احترام کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اقلیتوں کی جان، مال، عزت اور دیگر بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت کو یقینی بنائے اور ان کے ساتھ عدل و احترام کا برتاؤ کرے۔[16]

"لَآاِكرَاهَ فِي الدِّينِ قَدتَّبَيَّنَ الرُّشدُ مِنَ الغَيِّ فَمَن يَكفُر بِالطَّاغُوتِ وَيُومِن بِاللهِ فَقَدِ استَمسَكَ بِا لعُروَةِ الوُثقٰى لَا نفِصَامَ لَهَا وَاللهُ سَمِيع عَلِيم" [17]

"دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت (صاف طور اسلا پر ظاہر) اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑلی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا سب سنتا اور جانتا ہے"

اسلامی فلاحی ریاست و معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق و فرائض کی اہمیت کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی ہوتا ہے۔

"اَلَا مَن ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَو كُلَّفَهُ فَوقَ طَاقَتِهِ اَو اَخَذَ مِنهُ شَيئاً بِغَيرِ طِيبِ نَفسٍ فَاَنَا حَجِيجُهُ يَومَ القِيَامَةِ"[18]

"خبردار! جس نے کسی معاہد (ذمی یا غیر مسلم معاہد) پر ظلم کیا، اس کا حق چھینا اس سے بے طاقت کام کیا اس کی مرضی کے بغیر سے کچھ لیا تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑا کروں گا"

یہ محض ایک ہدایت نہیں بلکہ باقاعدہ قانون تھا جو نبی کریم ﷺ کے دور میں ریاستِ مدینہ میں نافذ ہوا، اور بعد میں بھی اس پر عمل جاری رہا۔ آج یہ اسلامی ریاست کے دستور کا اہم جزو شمار ہوتا ہے۔

**شہریوں کے بنیادی حقوق کا تعین و تحفظ:**

اسلام نے انسانیت کو وہ عظمت بخشی جو کسی اور نظام نے نہیں دی۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ایسا معاشرہ قائم کیا گیا جہاں رنگ، نسل، زبان یا قومیت کی بنیاد پر کسی امتیاز کی گنجائش نہ رہی۔ سب انسان برابر قرار پائے، اور برتری کا معیار صرف تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق کو ٹھہرایا گیا۔

اسلام نے انسانی حقوق کا جو تصور پیش کیا، اس میں ہر فرد کی جان، مال، عزت، مذہب، ضمیر، عمل اور آزادی کو محترم اور محفوظ حق تسلیم کیا گیا۔[19] اسی اصول پر ریاست مدینہ کا قیام ہوا، جہاں ہر شہری کو مساوی حقوق دیے گئے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم آنحضرت ﷺ نے میثاق مدینہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے جان و مال، مذہب اور تہذیب کے تحفظ کی ضمانت دی۔ اسی اصول پر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا

"عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ :قَالَ رَسُوُلُ اللہِ فِی خُطبَۃِ الوَدَاعِ: اِنَّ دِمَائَکُم وَاَموَالَکُم وَاَعرَاضَکُم حَرَامُ عَلَیکُم کَحُرمَۃِ یَومِکُم ھَذَا ،فِی بَلَدِکُم ھَذَا فِی شَھرِکُم ھَذا"[20]

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایالوگو اتمھارے خون، تمھارے مال، اور تمھاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے آج کادن مہینہ اور یہ شہر محترم ہے"۔

**عورتوں کے حقوق:**

اسلام نے عورت کوایک باعزت،بلند اور باوقار مقام عطا کیاہے ماں،بہن،بیوی،یابیٹی ہر رشتہ میں عورت کوعزت دی گئی ہے "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُونَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعضَھُم عَلٰی بَعضٍ وَّبِمَآ اَنفَقُوا مِن اَموَالِھِم"[21]

ترجمہ:’’مرد عورتوں پر مسلط وحاکم ہیں۔اس لیے خدانے بعض کو بعض سے افضل بنایاہے اور اس لئے بھی مرد اپنامال خرچ کرتے ہیں

’’تم سب کوایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے جوڑابنایا[22]۔یعنی مرد وعورت کی اصل ایک ہی ہے،اس لے ان کے حقوق اور عزت بھی برابر ہیں۔اس طرح گھریلو زندگی کے اصول اور حقوق کے بارے میں بھی اسلام نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے ارشاد نقل کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"خَیرُکُم خَیرُکُم لِاَھلِہٖ،وَاَنَا خَیرُکُم لِاَھلِی "[23]

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لے بہتر ہو،اور میں تم میں سب سے بہتر ہوں اپنے گھر والوں کے لئے۔

**جانوروں کے حقوق:**

اسلام نے نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں کے حقوق کا بھی خیال رکھاہے۔ نبی کریم ﷺ نے جانوروں کے ساتھ شفقت اور نرمی برتنے کی سخت تاکید فرمائی۔"ایک موقع پر آپ ﷺ نے بتایا کہ ایک عورت کو صرف اس لیے عذاب دیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو قید رکھا،نہ اسے کھانے کو دیا اور نہ آزاد کیا کہ وہ خود کچھ کھاسکے، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ یہ ظلم اس کے جہنم میں جانے کا سبب بنا۔ یہ واقعہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کو واضح کرتا ہے"۔ [24]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا[ ایک شخص سخت پیاسا تھا۔ اس نے ایک کنویں سے پانی پیا۔ واپس اتے ہوے اس نے دیکھا کہ ایک کتاّ سخت پیاس سے ہانپ رہاہے۔اس نے اپنے جوتے سے کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی"[25]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے کہ اگر دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر جائے تو عمر سے اس کا حساب لیا جائے گا۔ یہ ان کے عدل اور ذمہ داری کے گہرے احساس کی روشن مثال ہے"۔[26]

**غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک:**

اسلام یہ نہیں سکھاتا کہ تمام غیر مسلموں سے یکساں سخت رویہ اختیار کیا جائے۔ قرآن ہمیں عقل وحکمت سے کام لینے کی تلقین کرتاہے اور فرق کرنے کادرس دیتاہے کہ کون دشمنی پر ہے اور کون پر امن ہے۔ وہ غیر مسلم جو اسلام یا مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں ان کے گھروں سے نکالتے ہیں، ان کے ساتھ حسن سلوک، نیکی اور انصاف روا رکھنانہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے منصف لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔

لیکن جن غیر مسلموں نے دین کے معاملے میں مسلمانوں سے جنگ کی۔ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالا اور مسلمانوں کے خلاف دوسروں کی مدد کی تو ان سے دوستی کرنا منع ہے جو لوگ ایسے دشمنوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم کہلائیں گے [27]

[لَا یَنھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِینَ لَم یُقَا تِلُوکُم فِی الدِّینِ وَلَم یُخرِجُوکُم مِن دِیَارِکُم اَن تَبَرُّوھُم وَتُقسِطُوااِلَیھِم اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المُقسِطِینَا ][28]

ترجمہ: اللہ تعالی تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جہنوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

"اِنَّمَا یَنھٰکُمُ اللہُ عَنِ الّذِینَ قٰتَلُوکُم فِی الدِّینِ وَاَخرَجُوکُم مِّن دِیَارِکُم وَظٰھَرُوا عَلآ اِخرَاجِکُم اَن تَوَلَّوھُم وَمَن یَّتَوَلَّھُم فَاُولآئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُونَ"[29]

"اللہ تعالی صرف ان لوگوں سے دوستی رکھنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، اور تمہارے نکالنے میں دوسروں کی مدد کی، اور جو ان سے دوستی کرے گا وہی لوگ ظالم ہیں"۔

**معیشت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کا نظام:**

نبی کریم ﷺ کے دور میں مالیاتی نظام مضبوط اور منظم تھا، جہاں زکوٰۃ، صدقات، عشر، خراج، فدیہ اور مالِ غنیمت جیسے ذرائع کو مستحق افراد تک پہنچانے کا باقاعدہ انتظام تھا۔ آپ ﷺ نے ان اموال کی وصولی کے لیے ایسے افراد مقرر کیے جو دیانت، علم، امانت اور خدمتِ خلق کے اوصاف رکھتے تھے[30]

**صدقہ و زکوۃ کا وجوب:**

اسلام میں زکوٰۃ کو ایک اہم عبادت اور ارکانِ اسلام میں شامل کیا گیا ہے، جس کا مقصد معاشی توازن اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو ممکن بنانا ہے۔ یہ صرف مالی فریضہ نہیں بلکہ فلاحی ریاست کی بنیادوں میں سے ایک مضبوط بنیاد بھی ہے۔ زکوٰۃ 2 ہجری میں مدینہ منورہ میں فرض کی گئی، اور قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس کی فرضیت اور اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

"واقیموالصلاۃ واتوالزکاۃ"[31]

"نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو"

نبی کریم ﷺ نے زکوۃ کو ریاستی سطح پر منظم طریقے سے جمع کرنے کا نظام قائم فرمایا مختلف علاقوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھما کو زکوۃ وصول کرنے کے لے مقرر کیا ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (یمن)[32] حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو (یمن)[33] حضرت عبد اللہ بن اللتبیہ رضی اللہ عنہ کو (بنی سلیم)[34] حضرت ابان بن سعد رضی اللہ عنہ کو (بحرین)[35] یہ صحابہ کرام بیت المال میں زکوۃ جمع کرتے اور مستحقین تک اسے پہنچانے زکوۃ کی تقسیم (قران مجید کی سورۃ التوبہ کے مطابق اٹھ مصارف پر کی جاتی تھی)[36] صدقہ نفلی عبادت ہے، جبکہ صدقہ نفل نبی کریم ﷺ نے صدقہ کو بھی فلاحی ریاست کے قیام میں اہم قرار دیا اور فرمایا "صدقہ برائی کو بجھاتا ہے جیسے پانی اگ کو بجھاتا ہے"[37]

**نظام وصولیابی صدقات:**

مدینہ کے زیر انتظام علاقوں میں صدقات کی وصولی عاملین اور مقامی منتظمین کی ذمہ داری تھی، جبکہ صوبوں میں یہ کام گورنر کے ذریعے انجام پاتا، جو محصولات مرکز کو بھیجتے تھے۔ یہ مالی نظام باقاعدہ اور منظم تھا، جس سے بیت المال تک رقوم شفاف انداز میں پہنچتی تھیں۔[38]

نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ و صدقات جمع کرنے والے عاملین کے لیے باقاعدہ تنخواہوں کا نظام قائم کیا۔ آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ کوئی سرکاری ذمہ دار اپنے عہدے کی بنیاد پر تحفہ نہیں لے سکتا۔[39] نبی کریم ﷺ نے عاملینِ صدقات کے لیے باقاعدہ تنخواہ کا نظام قائم فرمایا تاکہ وہ دیانتداری سے خدمت انجام دیں۔ یہ تنخواہ زکوٰۃ کے مال سے دی جاتی، جس میں ان کے ضروری اخراجات شامل ہوتے۔ بعض اوقات آپ ﷺ خود ادائیگی فرماتے اور کبھی عاملین خرچ کا حساب پیش کرتے، جسے آپ ﷺ جائز ہونے پر قبول فرماتے۔ کام کے آغاز پر انہیں تحریری ہدایات بھی دی جاتیں۔ یہ تمام انتظامات ریاستِ مدینہ کی شفافیت، نظم اور فلاحی مزاج کا ثبوت ہیں۔[40]

**میثاق مدینہ کے اہم نکات کا تجزیہ:**

**شخصی آزادی کا اسلامی تصور:**

اسلام ہر فرد کو باعزت مقام اور شخصی آزادی کا حق دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کو اپنی زندگی، رائے، ضمیر اور کردار میں آزادی حاصل ہے، بشرطیکہ اس سے دوسروں کے حقوق یا معاشرتی نظم متاثر نہ ہو۔ اسلامی فقہ نے شخصی آزادی کے تحفظ کے لیے باقاعدہ اصول وضع کیے ہیں۔[41] مثلا:

1 ۔ کسی فرد کو بغیر شرعی یا قانونی جواز کے قید یا گرفتار نہیں کیا جا سکتا

2 ۔ اظہار رائے کی ازادی موجود ہے بشرطیکہ وہ شریعت اور اخلاق عامہ کے دائرے میں ہو۔

3۔ عبادت، رہائش، نقل و حرکت، اور معاشی سرگرمیوں کی ازادی بھی ہر شہری کو حاصل ہے۔

**مذہبی ازادی:**

اسلام ایک فطری دین ہے جو غیر مسلموں کے مذہبی حقوق کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں غیر مسلموں سے کیے گئے معاہدوں میں ان کی جان، مال اور مذہب کی آزادی کی ضمانت دی جاتی، اور اکثر معاہدات میں یہ جملہ شامل ہوتا" : ان کے لیے وہی حقوق ہیں جو ہمارے لیے ہیں، اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو ہم پر ہیں۔"

"لھم الامان علی انفسھم واموالھم ومللھم ولا بغیر شئ من ذلک"[42]

"انہیں اپنی جان، مال، اور مذہب پر امان حاصل ہو گی اور ان کے کسی بھی معاملے میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی"۔

**نبوی مشاورت اور مشران کرام:**

نبی کریم ﷺ کا طرز حکمرانی مشورے (شوریٰ) پر مبنی تھا۔ اپ ﷺ نے مختلف اہم مواقع پر صحابہ کرام سے مشورہ لیا چاہے وہ مذہبی معاملہ ہو، اجتماعی مسلئہ ہو یا جنگی حکمت عملی ہو۔

**1۔ آذان کا طریقہ:**

مدینہ ہجرت کے بعد نماز کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کا طریقہ طے کرنا ضروری تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس معاملے میں صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ مختلف آراء سامنے آئیں، اور بالآخر حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور حضرت عمرؓ کی رائے سے اذان کے کلمات مقرر کیے گئے۔[43]

**2 ۔ مسجد نبوی کی تعمیر:**

مدینہ پہنچنے کے بعد مسجد کی جگہ کے تعین کے لیے مشورہ کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ اللہ کے حکم سے چل رہی ہے۔" وہ اونٹنی بنی نجار کے چند یتیم بچوں کی زمین پر بیٹھ گئی، اور وہی مقام مسجد نبوی کے لیے منتخب کر لیا گیا"۔[44]

**3 ۔ مواخات کا نظام:**

مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا نظام باہمی مشورے اور رضامندی سے قائم ہوا، جس میں ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنایا گیا۔ اس میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع جیسے بزرگ شامل تھے۔[45]

**4۔ یہودی قبائل کی زمینوں کی تقسیم:**

جب یہودیوں کی زمیں حاصل ہوئیں تو انصار کی مشاورت سے ان کو تقسیم کیا گیا انصار نے مہاجرین کو برابر کا حصہ دینے پر اصرار کیا۔[46]

**5۔ واقعہ افک:**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا، اور بعد میں اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے ان کی پاکدامنی کی تصدیق فرمائی۔[47]

**6۔پردے کا حکم:**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے مطابق عورتوں کے پردے کے احکام نازل ہوئے۔[48]

**7 ۔ صلح حدیبیہ:**

صلح حدیبیہ کی سخت شرائط پر صحابہ کرام پریشان ہوئے اور فوری طور پر عمل نہ کر سکے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا، جنہوں نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ خود قربانی کرکے احرام کھول دیں۔ جب صحابہ نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ بھی عمل پیرا ہو گئے اور مسئلہ حل ہو گیا۔[49]

**8 ۔واقعہ ایلہ اور جنگ خندق و خیبر:**

ان معاہدات اور جنگی فیصلوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر انصار کے سردار مشیر کے طور پر شریک رہے[50]

**9 ۔فتح جنگ:**

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سفیان کو دار الامان قرار دینے کا مشورہ دیا جو نبی کریم ﷺ نے قبول فرمایا یہ واقعہ فتح مکہ کے وقت کا ہے[51]

**10۔جنگ خیبر میں خواتین کی شرکت:**

واقعہ: بعض خواتین نے جنگ میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر اپ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔[52]

**ریاست مدینہ میں اجتماعی دفاع:**

نبی کریم ﷺ کی قیادت میں قائم ہونے والی ریاستِ مدینہ صرف مذہبی نہیں، بلکہ ایک مکمل فلاحی، سیاسی اور دفاعی ریاست تھی، جس کی بنیاد میثاقِ مدینہ پر رکھی گئی۔ اس معاہدے کا ایک اہم اصول اجتماعی دفاع تھا، جس کے تحت مدینہ پر بیرونی حملے کی صورت میں تمام قبائل چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، مل کر شہر کا دفاع کریں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔[53]

**عبادات اور ریاستی نظام کا تعلق:**

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو نہ صرف انفرادی زندگی بلکہ اجتماعی اور ریاستی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتا ہے۔ عبادات کا مقصد صرف روحانی پاکیزگی یا فرد کا خدا سے تعلق مضبوط کرنا نہیں بلکہ ان کا گہرا اثر معاشرتی اور ریاستی نظام پر بھی پڑتا ہے نماز ایک ایسی عبادت ہے جو نظم برابری اور اجتماعیت کی علامت ہے قران مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے

"اِنَّ اصلٰوۃَ تَنھیٰ عَنِ الفَحشَائِ وَالمُنکَرِ"[54]

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"

زکوۃ ایک مالی عبادت ہے لیکن اس کے ذریعے تقسیم، غربت کا خاتمہ اور فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی جاتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا

" خُذ مِن اَموَالِھِم صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُم وَتُطَھِّرُھُم وتُزَکِّیھِم بِھَا"[55]

"ان کے مالوں میں سے صدقہ تاکہ تو ان کو پاک کرے اور ان کا تزکیہ کرے"۔

روزہ صبر، ضبط، نفس اور مساوات سکھاتا ہے جو حکمرانوں اور عوام دونوں کے لے ریاستی نظم میں کردار ادا کرتا ہے نبی اکرام ﷺ نے فرمایا

"مَن لَم یَدَعۡ قَولَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ ،فَلَیسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِی اَن یَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ "[56]

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"۔

اسلامی عبادات فرد کی تربیت کے ساتھ ساتھ ریاست میں عدل، فلاح اور امن کے قیام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسلامی ریاست محض قوانین پر نہیں، بلکہ عبادات کے ذریعے فرد کا کردار نکھار کر ایک مثالی نظام قائم کرتی ہے۔

**امن وسلامتی اور اقوام کے ساتھ تعلقات:**

اسلام کا پیغام سراسر امن، سلامتی اور رواداری پر مبنی ہے نبی کریم ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ غیر مسلم اقوام کے ساتھ بھی امن اور انصاف پر مبنی تعلقات قائم فرمائے قران مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے

"لَا یَنهَا کُم اللّٰہُ عَنِ الّذِ ینَ لَم یُقَاتِلُو کُم فِی الدِّینِ وَلَم یَخرِجُو کُم مِن دَیَارِکُم اَن تَبرُّوھُم وَتُقسِطُوااِلَیھِم" [57]

"اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کرتے اور نہ ہی تمہیں گھروں سے نکالتے ہیں"۔

نبی کریم ﷺ نے میثاقِ مدینہ کے تحت مدینہ کی یہودی اقلیت سے باضابطہ معاہدہ کیا، جس میں تمام شہریوں کو ایک امت قرار دیا گیا اور امن قائم رکھنا سب کی مشترکہ ذمہ داری ٹھہری۔ فتح مکہ کے موقع پر، باوجود دشمنی کے، آپ ﷺ نے عمومی معافی کا اعلان فرمایا اور بدلہ لینے کے بجائے عفو ودرگزر کا مظاہرہ کیا۔[58]۔ آپ ﷺ نے فرمایا

"اِذھَبُوا فَانتُم الطُّلقائُ"[59]

"جاؤ تم سب ازاد ہو"۔

یہی اسلامی تعلیمات ہیں جن کی بنیاد پر بین الاقوامی سطح پر اقوام کے ساتھ تعلقات میں انصاف، نرمی، معاہدہ کی پاسداری اور پر امن بقائے باہمی کا تصور دیا گیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"مَن قَتَلَ مُعَاھَدًا لَم یَرَح رَائِحَةَ الجَنَّةِ"[60]

ترجمہ: جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری یا اقلتی فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔

اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ اندرونی طور پر امن قائم کرے اور بیرونی دنیا کے ساتھ عدل، معاہدہ، اور انسانیت کے احترام پر مبنی تعلقات رکھے۔

**پاکستان نظریاتی اسلامی مملکت**

پاکستان مدینہ کی اسلامی ریاست کے بعد پہلی ریاست ہے جو اسلام کے نظریے پر قائم ہوئی۔ تحریکِ پاکستان کے دوران جب قائداعظم محمد علی جناح سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں نئے قوانین بنانے کی ضرورت نہیں[61]، ہمارے لیے راہنمائی قرآن وسنت میں چودہ سو سال پہلے موجود ہے۔

قائداعظم کے نظریے کے مطابق پاکستان کو ایک ایسی اسلامی ریاست بنانا تھا جو مدینہ کی طرز پر قائم ہو، لیکن افسوس ہے کہ آج ملک میں اسلامی اصولوں کی بجائے جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور بدعنوان عناصر کی حکمرانی ہے۔ پاکستان کو اس کے اصل مقصد یعنی ایک فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہے، مگر بدقسمتی سے ایسی کوششیں نظر نہیں آتیں، جو ہمارے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔[62]

**حوالہ جات**

۱۱النحل:۹۰

۲۱ابن کثیر، حافظ ابوالفدائ عمادالدین ابن کثیر تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ)، کراچی: نفیس اکیڈمی، ط:اول، سن اشاعت:۱۹۸۷، ج۱ص۲۳۷

۳۱الطبرانی، سلیمان بن احمد المعجم الاوسط، مکہ مکرمہ: دارالحرمین، سن اشاعت ۱۹۹۵، ج۸، ص ۱۸۳

[4].الحج:۴۱

[5].ابن کثیر، حافظ ابوالفدائ عمادالدین ابن کثیر، لاہور: اسلامی کتب خانہ، ج۳، ص ۲۶۵

[6]۔ مسلم، مسلم بن الحجاج النیشاپوری، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب: قطع السارق ناشر: داراحیائ التراث العربی، ط:اول سن اشاعت ۱۴۱۵ھ ج، ۴ص ۲۴۲

[7]۔ ابن ہشام، محمد بن عبدالملک، السیرۃ النبویۃ(اردو ترجمہ: یاسین علی ہاشمی نسیمی)، دہلی: ادارہ اسلامیات، سن اشاعت: ۱۹۹۳ج ۲ص ۳۷۷

[8]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، (الصحیح)، کتاب: العلم، باب: نوم الرجال فی المسجد، ط:اول، سن اشاعت: ۲۰۰۹، ج۱، ص ۳۵۳

[9]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، (الصحیح)، کتاب: العلم، باب: نوم الرجال فی المسجد، ط:اول، سن اشاعت: ۲۰۰۹، ج۱، ص ۳۵۳

[10]۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سن ابن ماجہ، کتاب: مقدمہ، باب: فضل العلم والحث علی طلبہ، ط اول، ج۵ ص ۱۲۵

[11]۔ lecker,Michael. The constitution of medina :Muhammad`s first legal document. Princeton,nj : the Darwin press, 2004.

[12]۔ النساء:۱۳۵

[13]۔ ابن کثیر، حافظ ابوالفدا عماد ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر (اردو ترجمہ)، مترجم: مولانا محمد جونا گڑھی، لاہور اسلامی کتب خانہ، ج۲ ص ۵۳۰

[14]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، ط اول ج۳ حدیث ۲۹۱

[15]۔ حسن محی الدین قادری، دستور مدینہ اور فلاحی ریاست کا تصور، مجلس التحقیق الاسلامی، گارڈن ٹاؤن لاہور، مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی، اشاعت: ۲۰۲۴، باب:۵

[16]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، حقوق انسانی اسلام کے سائے میں، ادارہ ترجمان القران لاہور، ص ۲۵۔۲۸

[17]۔ البقرۃ:۲۵۶

[18]۔ ابوداود، سلمان بن اشعث، کتاب الخراج والفیئ الامارۃ، باب فی العشیر، ح:۳۰۵۲

[19]۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق انسانی اسلام کے سائے میں، ادارہ ترجمان القران، لاہور، ص ۲۵ تا ۲۸

[20]۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب القسامۃ والمحاربین والدیات، ح ۱۶۷۲

[21]۔ سورۃ النسا:۳۴

[22]۔ سورۃ النسا:۱

[23]۔ جامع الترمذی، محمد بن عیسیٰ، کتاب المناقب، باب فضل الزواج النبوی، ح ۳۸۹۵

[24]۔ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب: بدئ الخلق، باب: ماجائی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ، ح ۳۳۱۸

[25]۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب: البر والصلۃ والاداب، باب: تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، ح ۲۲۴۴

[26]۔ شبلی نعمانی، سیرت عمر بن خطاب، کتاب: البدایہ والنسب

27۔ شبلی نعمانی، سیرت عمر بن خطاب، کتاب: البدایہ والنسب

28۔ الممتحنہ: ۸

29۔ الممتحنہ: ۹

30۔ سیرت النبی، پیر سلمان ندوی، باب تاسیس حکومت، ناشر: دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ج: ۲، ص: ۱۹۲

31۔ البقرۃ: ۴۳

32۔ صحیح البخاری، امام محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الصلوٰۃ، ح ۳۲۲

33۔ مسند احمد، امام احمد بن حنبل، ح ۹۵۲

34۔ صحیح مسلم، امام مسلم بن الحجاج النیشاپوری، ح ۱۸۳۲

35۔ الطبقات الکبریٰ، امام محمد بن سعد، ج: ا ص ۲۶۰

36التوبہ: ۶۰

37۔ جامع الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ الترمذی، ح ۲۶۱۶

38۔ عہد نبوی کا نظام حکومت، پروفیسر یاسین مظہر صدیقی، ناشر: ادارہ تحقیق وتصنیف، ص: ۶۹

39۔ صحیح البخاری، امام محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الاحکام، ح ۷۱۴۷

40۔ عہدی نبوی کا نظام حکومت، یاسین مظہر صدیقی، ناشر ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، ص ۸۴

41۔ اسلامی ریاست کے اساسی اصول وتصوارت، سر محمد داود غزنوی، ناشر: تدریبہ جامع مسجد قبا، ص: ۳۸

42۔ الخطط المقریزیہ، تقی الدین احمد بن علی المقریزی، ج: ۴ ص: ۱۸۶

43۔ صحیح ابن حبان، امام ابن حبان البستی، ح: ۱۶۸۴

44۔ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب الصلوۃ، باب: المساجد فی البیوت، ح ۴۲۸

45۔ کتاب المناقب، باب: مواخات النبی ﷺ بین اصحابہ، ح ۳۷۸۱

46۔ البدیہ والنہایہ، امام ابن کثیر ج: ۴ ص: ۲۴۳

47۔ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب التفسیر، ح ۴۷۵۰

48۔ تفسیر ابن کثیر، الاحزاب: ۵۳

49۔ صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب: الشروط فی الجہاد والمصالحۃ، ح: ۲۷۳۱

50۔ البدایہ والنہایہ، امام ابن کثیر، ج: ۴

51۔ صحیح البخاری، کتاب: المغازی، باب: غزۃ الفتح، ح ۴۲۸۰

52۔ صحیح البخاری، کتاب: الجہاد، باب حمل النسا القرب الی الناس فی الغزوہ، ح: ۲۸۷۸

53۔ السیرۃ النبویہ، امام ابن ہشام، میثاق مدینہ کا متن، باب: عہد رسول اللہ ﷺ مع یہود وانصار، ج: ۳، ص: ۵۰۲

54۔ العنکبوت: ۴۵

[55]۔التوبہ:۱۰۳

[56]۔ صحیح البخاری، کتاب:الصوم، ح:۱۹۰۳

[57]۔الممتحنہ:۸

[58]۔ سیرت ابن ہشام، محمد حمید اللہ، ج:ا، ص:۵۰۳

[59]۔ ایضاً، ج:۲ص ۴۱۲

[60]۔ صحیح البخاری، ح:۳۱۶۶

[61]۔ ابن کثیر، حافظ ابوالفدائ عمادالدین ابن کثیر، لاہور: اسلامی کتب خانہ، ج۳، ص ۲۶۵

[62]۔ خطاب: اسلامیہ کالج، پشاور، ۱۳ جنوری ۱۹۴۸